وبنیش کہیں کسی بازار میں نہیں بکتی:-

قوّم صدور العیس یا ابن بشر　　　ایاک والشکّ وضعف الامر

(۳۷) حدیث موسی بن محمد بن ابراھیم کو بکری کا حدیث مسند کہنا اور پھر ہمین کا اس پر خاموش رہنا یعنی چہ! یہ تو مرسل ہے ابراہیم صحابی نہیں

لاحول ولا قوۃ! کس برتے پر حدیث کو اپنا گھونسلا بنایا تھا جو اس پر بجلی گری:-

قفس میں مجھ سے روداد چمن کہتے نہ ڈر ہمدم　　　گری ہے جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو

مسند تو مرفوع متصل السند کو کہتے ہیں اور یہ حدیث ہے بھی ایسی ہی۔ کیا اپنی طرح بکری کو بھی حدیث و اصول سے معرّی سمجھا تھا؟ مجھے کون ضرورت تھی کہ آپ کی طرح ہر کسی کے خواہ مخواہ منہ آؤں۔ کسی سے پڑھوا لیں اصابہ نمبر ۵ و ۹۷ ۳ میں ابراہیم بن الحارث دونوں باپ بیٹوں کو صحابی لکھا ہے بلکہ بروایت ابن مندہ تو ان کو آنحضرت نے ایک جنگ میں بھی بھیجا تھا یہ تھی آپ کی حدیث و رجال کی قابلیت جس کے بہتے پر بکری کی تغلیط کرنے اٹھے تھے بہر کیف اس غلطی سے جو دھینگا مشتی سی بکری کی، اور خدا واسطہ بیں سو رتی کی ہے، آخر ہمین کو کیا سروکار!!!

اذا اعترضتَ کاعتراض الھرّۃ　　　یوشک ان تسقط فی اقرّۃ

(۳۸) مرتع بن عمرو غلط ہے، صحیح مرتع عمرو ہے دیکھو آمدی. آمدی نے توص ۹ پر جہاں نسب ہے یہ حوالہ ذکر نہیں کیا، البتہ ایک حاشیہ ہے جو غالباً بخط بغدادی ہو کہ مرتع کو مرتع کیوں کہا گیا۔ مگر یہ بات تو متن اور حاشیہ دونوں میں کہیں نہیں کہ عمرو کا لقب مرتع ہے بلکہ وہاں تو سرے سے لفظ عمرو ہی نہیں، یہ ہے آپ کی بصارت! بہرحال مرتع بن عمرو تبریزی میں موجود ہے، اکثروں نے عمرو ہی کو مرتع کہا ہے، ممکن ہے ہمارے کمپوزیٹر کو دو غیر مرکّب عَلَم اچھے نہ لگے ہوں۔ اس لئے اپنی طرف سے (بن) کا اضافہ کر دیا ہو۔ مگر امرؤ القیس کا تو پورا نسب ہی تخلیط کا نمونہ ہے، صرف یہ ایک ہی نام مشکوک نہیں۔

(۳۹) بکری لکھتا ہے کہ خفاف بن ندبہ کا ماموں تابط شرّا تھا اس پر میں نے لکھا ہے کہ آگے ص ۹۱۹ پر کہا ہے کہ تابطّ کا بھانجا خفاف بن نضلہ اور صحیح بھی یہی ہو سکتا ہے، اس لئے کہ ندبہ تو حبشن تھی اور تابطّ کو کسی نے حبشی سیاہ نہیں کہا، اور خود خفاف اپنے نسب کو ایک مخوّلہ بیت میں تاریک بتاتا ہے، یعنی کہ وہ سیاہان میں سے ہے۔ اور یوں بھی وہ اغربۃ العرب میں شمار

ہوتا ہے۔ اس پر معترض نے محض اس لئے کہ عقل و فہم کی تقسیم کے وقت آپ غیر حاضر تھے قیامت کی لے دے مچائی یعنی کہ:۔ میمن نے خفاف بن ندبہ اور ابن نضلہ کو ایک سمجھ لیا ہے، اور پھر نیچے نمبر (اب ج د) کے چار ستون کھڑے کئے ہیں، جو میمن کی ایک بھوں سے آرہیں گے کہ علی شفاجرف ھار فانھار بہ فی نار جھنم

عربی اور اردو میں تو لکھ چکا! اب پھر دوبارہ ہندی کی چندی کرتا ہوں: بکری یہاں تو تابط کے بھانجے کا نام ابن ندبہ بتاتا ہے مگر ص ۹۱ پر ابن نضلہ، اور غالبًا یہ دوسرا بیان ہی ٹھیک ہے اس لئے کہ تابط بالاتفاق کالا حبشی نہیں، مگر ندبہ تو حبشن ہے۔ خود اس کا فرزند اپنے نسب کو سیاہ بتاتا ہے۔ بنابریں اگر یہ رشتہ (ماموں بھانجے کا) لامحالہ متحقق ہے، تو تابط اور ابن نضلہ کے مابین ہے، نہ کہ تابط اور ابن ندبہ کے درمیان۔ (ھ) آپ کی یہ فریاد کہ میمن نے اس رشتہ کو مان کیسے لیا؟ وہ تو ہمیشہ ضروری مباحث سے گریز کرتے ہیں، آپ کی اس عناد و ضرار کی مشین کے تمام کل پرزوں کی طرح ناکارہ و فرسودہ ہے۔ ورنہ پھر چشمہ چڑھالیں یا کسی الکھیارے سے پڑھوالیں ص ۹۱ پر میمن کے یہ الفاظ (ابن اخت تابطؓ لم یسمہ احد خفافا)۔

عنی الیکؓ! فسما امیؓ براعیۃ ترعی المخاض ولا رأیی بیغبون

(۳۹) بکری کے قول کہ عمرو بن معدیکرب درید بن الصمۃ کا ماموں ہے (بہن کا نام ریحانہ ہے)، پر میں نے بحوالہ خزانہ صاحب کشف کا یہ اشکال نقل کیا ہے کہ "حنین میں درید سو سال سے زیادہ عمر پاکر قتل ہوا ہے، اور عمرو عہد فاروقی میں (کذا) بحالت صحت حواس مسلمان ہوا" پھر میں نے اس پر مزید اضافہ کیا ہے کہ ریحانہ کا عمرو کی بہن ہونا محال ہے کہ بروایت کتاب المعمرین درید کی عمر تقریبًا دو سو سال تھی، مگر عمرو تو بعمر ۱۲۰ سال ۲۱ھ میں قتل ہوئے اس سے لازم آئے گا کہ بھانجا اپنے ماموں سے تقریبًا ایک سو سال بڑا ہو۔ پھر دوسری روایت کو ترجیح دی ہے کہ ریحانہ عمرو کی مطلقہ بیوی تھی۔ اس پر آپ نے حسب عادت کج بحثی عناد اور دجل کا طومار باندھ دیا ہے جس کا تار و پود اب ہم بکھیرے دیتے ہیں۔ وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت

(ا) بسم اللہ ہی غلط ہے کہ اول اللت درادی "صاحب کشف وغیرہ" میں اپنی طرف سے

(۱) اس عدد کا مکرر ہونا بتاتا ہے کہ شاید فسٹ اسٹینڈرڈ کے حساب میں فیل ہوئے ہوں۔

وغیرہ کا اضافہ نہ کیجیے

(ب) یہ دیکھیے کہ یہ محال عقلی ہے یا عادی جو آج سے ۲۸ سال پہلے بزمانۂ قیام رامپور کہیں سے سن پائے ہوں آپ کو مناطقہ کی فہرست میں داخل نہیں کر سکتے مفت کی دردسری کیوں کیجائے

(ج) یہ بات کہ "عمر کی تاریخیں صحیح نہیں ہونیں اُن کی تصحیح کرنا مورخ کا فریضہ ہے" چہ خوب! آپ تو خیریت سے نکل گئے کہ مؤرخ نہ تھے، مگر پھر مورخوں کی جان کھانے کیلئے کہاں سے نکل پڑتے ہیں؟ قد استراح من لا عقل لہ:-

من کان مرعی عزمہ وھمومہ   روض الامانی لم یزل مھزولا

(د) "بہن اپنے بھائی سے سو سال سے زیادہ بڑی ہو سکتی ہے" کتنا صحیح نادانہ اور سورخانہ فقرہ ہے! جو اپنا جواب آپ ہے۔ انسان کے دماغ کا جب یہ عالم ہو تو اُس کو نمائش میں منظر عام پر لانا یعنی چہ! اب ذرا آگے بڑھیے اور میمن کے اغلاط، جن کو کراماً کاتبین بھی شمار نہیں کر سکے گنتے آئیے!

(ا) (عمرو عہد فاروقی میں اسلام لایا صحیح نہیں) مگر یہ بات تو کشف کی منقولہ عبارت میں تھی، میں اس کا ذمہ دار نہیں، خود اس کا راوی لغدادی بھی اس سے منکر ہے۔ جہاں سے آپ نے یہ بات اڑائی ہے۔ اگر یہی ہے تو ہر مسلم کو کافر کہیئے جب وہ یہ آیۃ پڑھے انا ربکم الاعلی اور ایک علو ردّ ناقل (اللہ پاک ونعوذ باللہ) پر بھی جڑ دیجئے، لاحول ولا قوۃ! ہنوز ہندمیں پیدا ہونے کے باوجود آپ نے یہ مثل نہیں سنی نقل کفر کفر نباشد

(ب) "عمرو کے قتل کا واقعہ مختلف فیہ ہے" میں نے کہاں کہا ہے کہ وہ متفق علیہ ہے، میرے لئے تو بسلسلۂ استدلال سابق اُس کے سنہ وفات کا ذکر نالازم تھا وبس! اللہ اللہ! ایسے ایسے میمن کے اغلاط۔

(ج) "اغانی کے دوسرے قول کہ ریحانہ عمرو کی مطلقہ تھی" سے میمن یہ استدلال کیسے کر سکتے ہیں کہ ریحانہ نام کی اُس کی کوئی بہن نہ ہو، دونوں میں تلازم نہیں" سو سنئے! ریحانہ کا وجود عمرو کے اس بیت امن ریحانۃ الداعی السمیع سے ثابت ہے اختلاف بھی اسی ریحانہ سے متعلق ہے کہ یہ اس کی بہن ہے یا کوئی مطلقہ۔ یہ بڑی مضحکہ خیز الٹی منطق ہے کہ جب دو آدمیوں میں اختلاف ہو کہ محمد سورتی ہیں یا ٹونکی حالانکہ دونوں اس شخص کو ایک ہی سمجھتے ہیں تو خود آپ بیچ میں آدھمکیں اور

کہیں کہ کیا ایک محمد سورتی اور ایک ٹونکی نہیں ہوسکتا. خطا گو آپ ہی کی ہے. مگر اس عجیب دماغ میں منطق ٹھونسنے والا استاذ بھی ذمہ داری سے صاف نہ چھوٹے گا.

وکم من عائب قولا صحیحا   وآفته من الفہم السقیم

(۴۱) بکری نے آن یئین اینا کو واوی الاصل بتایا ہے. اس پر آپ آنکھ بند کرکے کہ ومن لم یجعل اللہ نورا فما لہ من نور ہمیں کے سر تھوپتے ہیں کہ وہ کمال صناعت سے ایسے امور پر توجہ کرنا ضروری نہیں سمجھتے، پھر بکری کے تین اغلاط دیئے ہیں. (ا) این یائی ہے (ب) حسب کے باب سے کہنا بلا دلیل ہے. (ج) المصدر بالواؤ تحریف ہے صحیح بالیاء ہے تاکہ شارح کا کلام ٹھیک ہوسکے.

بلا خوف تردید کہونگا کہ معترض اس کتاب کا مخاطب ہی نہیں، آخر یہ جہالت کا مظاہرہ کہاں تک؟ میرا حاشیہ دیکھ لیجئے (معروف یہ ہے کہ آن یئین کا مصدر این ہے ابو زید تو کہتے ہیں کہ یہ انی یانی انی کا مقلوب ہے. گویا یہ بات اس امر پر نص قاطع ہے کہ اونا کسی طرح آن یئین کا مصدر نہیں. یعنی کہ یئین یائی الاصل ہے نہ کہ واوی جس طرح بکری سمجھتے ہیں، آپ کا پورا ہذیان کرماد اشتدت بہ الریح فی یوم عاصف اڑ گیا. رہی یہ بات کہ بکری کی عبارت میں وجاء المصدر بالواو نہیں بالیاء چاہیئے، تو میرے نزدیک دونوں سے اصح یہ ہے (بالواو وبالیاء ایضا لیطرد علی فعلہ) یہ اس لئے کہ بکری اونا واینا ہر دو کو مان رہا ہے، مگر میرا یہاں بکری پر ایک چھوٹ اعتراض ہے کہ کوئی اجوف واوی حسب کے باب سے نہیں آیا. مگر

وما للہ بالعزیب ید ولکن   تعاطیک العزیب من العزیب

(۴۲) عثمان بن حکیم کی حدیث مسلم میں موجود تھی مگر تخریج نہ کی.

کوئی خاص ضرورت معلوم نہ ہوئی کہ سمط اللآلی کبھی بھی مرجع احادیث بننے والی نہ تھی. آپ کی حدیث دانی کی قلعی بارہا کھل چکی ہے. یہاں ایک حدیث کی تخریج کر دینے سے کوئی ڈگری نہیں مل سکتی

(۴۳) روایت بخاری میں ابن مقاتل (مروزی) ہے نہ کہ ابو مقاتل. اس پر ڈیڑھ صفحہ سیاہ کر دیا ہے اور یہ نہیں سونچا.

ما بال من اولہ نطفۃ   وجیفۃ اخرہ یفخر

لآلی کے مکی نسخہ میں ابو مقاتل تھا، سو تقریب کی محولہ عبارت نقل کر دی گئی. پھر جب ایک

سال بعد مغربی نسخہ سے مقابلہ کیا گیا، تو دوسرے رفیق کی شرکت کار کی وجہ سے تنہائی میں غور کرنے کا موقع نہ ملا، نہ گذشتہ حاشیہ کی اصلاح کا۔ میں نہیں جانتا کہ آج زمین ہند پر ایک محدث بھی ایسا ہو جسے ابن مقاتل اور ابو مقاتل کے حالات نوک زبان ہوں۔ خیر یہ تو محض ایک راوی کا معاملہ تھا۔ مگر آپ تو کلام پاک میں سبع سنین کا ترجمہ آٹھ سال سے کرتے ہیں، اور قعقاع بن معبد کو جاہلیت کی موت مارتے ہیں، حالانکہ ان کا اسلام تو بخاری وسیرت تک میں مذکور ہے۔ نیز ان کے والد اور چچا بھی مسلمان تھے، نیز ابراہیم بن الحارث صحابی کی صحبت سے آپ کو انکار ہے، حالانکہ ان کے تو باپ بھی صحابی ہیں کما مضی تحت ۲۲ و ۳۷

اذا ما المرء قصّر ثم مرّت — علیہ الاربعون من الرجال

ولم یلحق بصالحھم فدعہ — فلیس بلاحق اخری اللیالی

اگر ان نادر الوجود رواۃ کے ناموں کا کسی کو یاد نہ رہنا مورد طعن بنا سکتا ہے، تو پہلے ابن قیمؒ سے نبٹ لیجئے جس نے محمد بن مقاتل رازی کو مروزی بنا دیا ہے، اور اغاثۃ اللھفان میں لکھا ہے کہ ان سے بخاری نے روایت کی ہے، حالانکہ بخاری کے استاد تو یہی ہمارے ابن مقاتل مروزی ہیں دیکھو لسان المیزان ۶۱ ۱۲ پہلے انہیں پیٹ بھر کے کوس لیں پھر مجھ سے منہ ملائیں۔ ذرا اس اونچے گھڑے کو ہلا لیں یہ فضلاء دھر وعلماء عصر کی چوک ہے نہ کہ (عوام عجزہ غرباء اور فضولیین) کی

(۴۴) قالی کے نقنقت (بنونین) عینہ (حلقہ پڑ گیا) پر بکری نے نقنقت (بتائیں) کا اضافہ کیا ہے۔ اس پر میں نے لکھا ہے کہ بنونین تو لا کلام ہے مگر بتائین کو ابن سیدہ تصحیف بتاتے ہیں اور ابن الاعرابی تباء واحدہ کے منکر ہیں کما فی اللسان یہ کتنا صریح کلام ہے جو کتاب الالفاظ و لسان سے لیا گیا ہے مگر آپ کہتے ہیں کہ مشہور معاجم میں اس کا وجود نہیں۔

سو پہلے گرہ باندھیں کہ تبائین کو کسی نے قوی نہیں بتایا، قوی تو محض بنونین ہے وبس! یہ تو آپ کا صریح افترا ہے۔ بتاء و بتائین حقیقت میں دونوں ضعیف و منکر ہیں یا مصحّف۔ رہا یہ بہتان کہ بالتاء میرا ہی بنایا ہوا ہے۔ تو لسان و تاج کو کسی بنیا سے پڑھوا لیا جائے اگر یہ آپ کے یہاں مشہور معاجم میں سے ہوں۔ بلکہ یہ الغریب المصنف میں بھی ہے۔

(۴۵) شمّاخ کے نسب میں امیّہ یا امامہ غلط ہے صحیح امہ ہے۔

امیہ محض اغانی میں اور امامہ جمحی ۲۲ آخر دیوان ۱۱۹ اصابہ ۱۸ ۳۹ میں ہے، مگر انباری ۲۷، اعینی ۴۰۳، ۸ ہ میں تو ضرار بن حرملۃ بن صیفی بن اصارم بن عباس بن عبد غنم بن مجاشع بجائے ضرار بن سنان بن امامۃ بن عمرو بن مجاشع کے ہے۔ آپ کے اصابہ نے تو کمال ہی کر دیا کہ خود اپنے گذشتہ بیان اور جملہ نسابین کے برخلاف ضرار بن سنان بن عمرو بن مجاشع لکھکر شارٹ کٹ کر لیا ہے۔ ذرا آنکھیں کھول لیں یہاں صرف امامہ ہی نہیں، بلکہ اس کے آباؤ اجداد تک کا ٹھکانا نہیں ہیں نے تو جہاں جیسا پایا تھا امانت داری سے نقل کر دیا تھا۔ آپ کا امۃ کو جو غالباً مردوں کے نام میں کہیں نہ آیا ہو صحیح بتانا، جہل در جہل اور حمق و خرق نہیں تو اور کیا؟

من لم یمن جوادا کان یرکبہ ۔۔۔ فی الخصب قام بہ فی الجدب مہزولا

(۴۶) ابو احمد العسکری کی سند میں محمد بن حفص مذکور ہے، مگر بکری نے آگے اس کو عمر بن حفص الوصابی لکھا ہے، اور ابو احمد کی تردید نہیں کی۔ اس لئے میں نے لکھا ہے کہ محمد مجھے تو ملا نہیں۔ صحیح عمر ہی ہے منسوب بہ وُصاب بالضم جو یمن میں (زبید کے بالمقابل) ہے۔ اس پر آپ نے اپنی لت سے مجبور ہو کر حلق پھاڑ کر زمین آسمان ایک کر دیا ہے۔

فلولا الریح اسمع من بحجر ۔۔۔ صلیل البیض تقرع بالذکور

اور اپنے علم و عقل سے بے بہرہ ہونے کی تحریری شہادت پیش کی ہے

(ا) محمد بن حفص نام کا آدمی اگر دنیا میں کہیں ہو تو ہو، مگر وہ اس سند میں تو کسی طرح نہیں لم احد کا کے یہ معنی ہیں کہ یہاں کوئی موزوں نہیں پڑتا۔

(ب) وصاب کو بروزن ستار بتانا انساب و رجال سے قطعی ناواقفیت کی پکی سند ہے، اور اس پر سمعانی و مشتبہ النسبت ذھبی کا حوالہ جہل بر جہل وافترا کا تاج ہے۔ آپ کے ابن حجر نے تو تقریب ۲۶ پر اس کو ضبط بھی کر دیا ہے بضم الواو بعدھا مہملۃ خفیفۃ اور تہذیب التہذیب ۷، ۴۴۴ میں اس کا ترجمہ بھی دیا تھا۔ اور حاشیہ میں ضبط بھی تھا۔ پھر کیوں نہ کسی بنیا سے پڑھوا لیا، اور غریب سمعانی و ذہبی پر جنہوں نے یا تو عمر بن حفص کا سرے سے ذکر ہی نہیں کیا، یا وصابی کو ضبط نہیں کیا، کیوں اتنا بڑا بہتان باندھا فریۃ بلا مریۃ

لم یعلم الکفر کم من اعصر کمنت ۔۔۔ لہ المنیۃ بین السمر والقضب

(۴۷) میں نے ابوعبیدہ کو کہیں سے لیکر ابن الجرّاح لکھا تھا، مگر باوجود تلاش پھر اس کا کہیں پتہ نہ چلا، کہ یہ نوٹ کہاں سے لیا تھا۔ اس پر اپنی عادت سے معذور ہوکر زبان کی لگام چھوڑدی ہے، کہ یہ ابوعبیدہ معمر بن المثنّیٰ ہے، یہ معنی جملہ معاجم میں اُسی سے منقول ہیں۔

ادبی کتابوں میں پہلا ابوعبیدہ معمر ہی ہوتا ہے۔ یہ بات بدیہی سے بڑھ کر ہے۔ البتہ نہ معلوم گذشتہ نوٹ میں نے کہاں سے لیا تھا کہ یہاں ابن الجرّاح مراد ہیں، ایک بات تھی جیسی پیش آئی لکھدی جن اصحاب کو مجھ پر اعتماد ہوگا وہ گذشتہ[1] نوٹ کو مانیں گے۔ ورنہ کچھ نہیں۔ مگر آپ نے یہ کونسا انکشاف کیا تھا؟

اُریہا السُّہا و تریني القمر

مگر دوسری بات تو دروغ بے فروغ ہے کہ "جملہ کتب لغۃ میں یہ معنی ابوعبیدہ سے مروی ہیں" بشرطیکہ لسان و تاج آپ کے دیہات میں ازکتب لغۃ شمار ہوتی ہوں، کہ وہاں ابوعبید ہے نہ کہ ابوعبیدہ۔ میری رائے میں ہمارے گم شدہ ماخذ میں ابوعبیدہ سے ابن الجرّاح کو مراد لینا ہی دانش ہے اس لئے کہ معمر کی لغۃ میں کوئی معجم نہیں اور ابوعبید کی الغریب المصنّف بہت کچھ معروف ہے۔ بشرطیکہ آپ کی لغویت میں ان معلومات کی باریابی ہوئی ہو۔

(۴۸) عثمہ پر میں نے لکھا ہے کہ سب نے اس کو بفتحتین ضبط کیا ہے۔ البتہ حافظ عبدالغنی نے اس کو بسکون نون بتایا ہے، اس پر آپ کے دو اعتراض ہیں۔ (۱) عبدالغنی کا ابن عثمہ اور ہے (ب) یہ خود عبدالغنی کی غلطی ہے۔

آپ کے ہاں کی ثنویت عیسائیوں کے ثالوث کی طرح بالآخر توحید ہی کی طرف راجع ہوتی ہے یعنی کہ اگر عبدالغنی کا ابن عثمہ اور ہے تو چلئے آپ کی گلو خلاصی ہوگئی۔ بیچارے عبدالغنی کو غلط کار کیوں کہا جائے، آخر یہ دو باتیں کہاں سے ہوئیں۔ آپ کی تو ہر بات .... کی لات ہے، سنئے

(۱) جو ابن عثمہ عبدالغنی کے ہاں بالسکون ہے وہی مشتبہ ذہبی وغیرہ میں بفتحتین ہے۔ حقیقۃً

(۱) ایک اور مثال ص ۹۰، پر بھی ملے گی اس طول طویل تالیف میں باوجود کوشش اگر دو ایک چیزیں حوالہ سے رہ گئیں تو بشریت ہے مگر آپ تو حوالہ دیکر لکھنا جانتے ہی نہیں۔ سب گراپڑا اپنا سمجھ کر ہتھیا لیتے ہیں کہ:۔

مضمون شعر نوٹ بود فی زماننا ۔۔۔ یعنی بدست ہر کہ بیفتاد آن اوست

عَمۡنہ کا ضبط ایک ہی ہے خواہ کسی کا نام ہو

(ب) حافظ عبدالغنی کی بات متاخر تحریروں کی بنا پر اس آسانی سے رد نہیں ہو سکتی، وہ اس فن مؤتلف ومختلف کے قدیم ترین امام ہیں، اور دوسرے محض نقال۔ خیر یہ سب کچھ تو اپنی جگہ رہا۔ مگر میں نے تو خود عبدالغنی کے قول کو مرجوع صورت میں نقل کیا تھا، نہ اس کو ترجیح دی نہ مانا، تو پھر اس کا میمن کے اغلاط سے کیا واسطہ، میں نے تو اتنا لکھا تھا کہ فلاں کتاب میں یوں ہے، اور آپ بھی مانتے ہیں کہ اس میں یوہی ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اگر جملہ کتب مؤلفہ فی الاسلام پر آپ ردود نہیں لکھ سکتے تھے تو کم از کم ہر فن کی ایک آدہ اہم تالیف کو اپنے زور پنجہ سے الٹ دیتے، آخر یہ کیا علت ہے؟ کہ جس کو چاہیں اور جب چاہیں بشرطیکہ آپ کے ہمسر نے اس کی کوئی چیز لی ہو بے دھڑک محض اس لئے رد کردیں کہ تونے چونکہ فلاں سے لیا ہے اس لئے تیری وجہ سے اس کا رد کرنا بھی ضروری ہے۔ رہا قدماء کی تسفیہ وتحمیق اور اُن کی مؤلفات کی تحریف کرنا، سو یہ آپ کا مخصوص فن ہے۔ جس میں آج عالم میں آپ یکتائے بے ہمتا ہیں ہمیں اس کے راہ وجاہ سے بلد نہیں کہ۔

اذا جاربت فی خلق سفیہا ۔۔۔ فانت ومن تجاریہ سواء

اس کی کہانی کچھ تو افعال ابن القطاع کو اور کچھ دائرۃ المعارف کو یاد ہے:۔

کچھ بلبلوں کو یاد ہے کچھ قمریوں کو حفظ ۔۔۔ عالم میں ٹکڑے ٹکڑے مری داستاں کے ہیں

(۴۹) جبدی کے بیت ص ۹۱ کی تخریج چھوڑ دی۔

مگر کس نے؟ آپ کے (نہایت وسیع العلم سلیم الطبع نقاد محقق) بکری نے! مگر غلطی بہرحال ہمیں ہی کی ہے۔

(۵۰) بیت ھل تخمشن الخ میں بالآل کا صواب بالمآلی ہے (از خط[1] سورتی ۹ اشعبان ۵۵ھ) جو مئلاۃ (کذا بخط ید ہ عندی مشکولا بالفتح) کی جمع ہے۔

حدیث خرافۃ یا ام عمرو! (۱) بالمآلی سے وزن نہیں بنتا، آپ کو شاید عروض سے مس نہیں۔ اور اگر بمآل کہا جائے (جس طرح اب آپ نے اپنی عروضی غلطی سے بلا اعلان واعتراف رجوع کیا ہے) تو معنی یہ ہوں گے (یا وہ اپنے سینوں کو رومالوں سے بیندھ دیں) شاید رومال آپ کے ہاں

(۱) ہم نے یہ نمبر خط سے لیا ہے کہ معارف میں ممکن ہے قلم ادارت کا اصلاح یا افساد ہو

برے کا کام دیتے ہوں - ابتو بالاول پر کن الکھنا کسی جوڑے چکلے بھیجے میں سما سکے!

(ب) مئلاۃ پر خط میں زبر لگایا ہے اور معارف میں بالکسر ضبط کیا ہے ۔ پہلے اپنے رجوع الی الصواب کا اعلان کریں - پھر یہ لیجئے آپ کے لغو در لغو اغلاط فاحشہ!

۱- مئلاۃ جس پر خط میں زبر لگایا ہے اگر بالفتح تھا تو اس کا رسم خط باللالف ہے اس طرح مالاۃ نہ کہ مئلاۃ:-

بیا یاں آمد ایں عمر و ہنوز ابجد ہمی خوانم　　　ندانم کے رقوم آموز خواھم شد بدیوانش

۲- مئلاۃ بالفتح نہیں تاج وصحاح کے لفظ کالمعلاۃ کا صحیح کالمقلاۃ ہے جس طرح لسان کے فاضل محشی نے لکھا ہے اس لئے کہ معلاۃ بالفتح اور مِقلاۃ بالکسر ہے.

(۳) پھر آپ کی تنبیہ آپ کی لغویت کو لغویت ثابت کرنے کے لئے ایک رجسٹری شدہ اشامت سے کم نہیں (یعنی کہ المئلاۃ کالمعلاۃ سے وزن مقصود ہے نہ کہ کسر میم) حالانکہ وزن سے یہی زیر وزبر کی نشان دہی مقصود ہوتی ہے نہ کہ کچھ اور، گویا آپ کو عربی کی تعلیم میزان ومنشعب سے شروع کرانی پڑے گی۔ فیالضیاع العمر بلاحد وی دنیا اس تھوک سے پیوند لگانے پر لغۃ کی بربادی کا جتنا بھی ماتم کرے کم ہے، برا ہو اس جہل نااہل کا! ایک فاضل محشی "لسان" تھے جنہوں نے اس اشکال کا حل کتنا خوبصورت ڈھونڈ نکالا۔ اور ایک ہمارے ہند کے عرب عربا رہیں، کہ ۴۰ سال یوپی اور دہلی میں رہ کر بھی اردو نہ آئی، پھر ناظرین خود ہی اندازہ کریں کہ ان کو ہند میں پڑے پڑے کہاں سے اور کیونکر اور کس راستہ سے بلا استاد عربی آ گئی ہوگی۔ ان کو فاضل مصر کے مقابلہ میں پیش کرنا ہے کہ لایدعی لجدۃ الا اخوھا! اللہ اللہ! اس پر یہ غوطے پہ غوطے!

ان فی الموج للغریق لعذرا　　　واضحا ان یفوتہ تعداد

(۵) تدریہ باب تفعیل سے مجھے نہیں ملا تھا اس پر آپ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا جمع کر کے خود اپنے تئیں زخمی کر کے کہتے ہیں کہ صحاح لسان قاموس اور جمہرہ تو دیکھ لی ہوتی میں تو دیکھ سکتا ہوں، مگر آپ بھی تین سابق الذکر کتابیں کرایہ کی آنکھوں سے دکھلوالیں کہ اُن میں بجز مجرد تفعل اور افتعال کے کہیں تفعیل کا پتہ نہیں، اور پھر اپنے منہ کو چاہے گریبان میں ڈالیں اگر وہ خصومتوں سے سلامت بچ رہا ہو یا اس پر خاک اڑائیں۔ مگر ہاں بیچارے کرنیکو کو ضرور

دعائے خیر میں یاد رکھیں کہ انہوں نے الفاظ جمہرہ کی بھی فہرست بناڈالی، اور آپ کو شواہد بآسانی ہاتھ آگئے مگر عاجز کو تو وہ اپنی کتاب چھاپ چکنے کے بعد ملی۔

والعذر عند کرام الناس مقبول

پھر محولہ بیت میں تذقت محرّف ہے۔ صحیح تفرقت ہے۔

(۵۲) بکری نے زہیر کے دو مذکورہ بیتوں میں مضریۃ کی تفسیر کی ہے، اس پر میرا لکھنا کہ اس سے بیت کیونکر موزوں ہوگا۔ آپ کے لئے جادۂ ادب سے منحرف ہونیکا بہانہ بنا ہے۔

زہیر کے دونوں بیت اور بکری کی بحث یہ ہے۔

اذا لقحت حرب عوان مضرۃ ضروس تہرّ الناس أنیابہا عُصل

قضاعیۃ او اختہا مضریۃ یحرّق فی حافاتہا الحطب الجزل

مضریۃ قلیۃ وقال ابوعمرو قال زہیر حرب مضرۃ الخ اسی مضرۃ پر میں نے بیت کے غیر موزوں ہوجانے کا تذکرہ کیا ہے یہاں دو باتیں غور طلب ہیں۔ دونوں بیتوں کے دونوں پہلے مصراعوں کے آخر (عجز) مضرۃ اور مضریۃ ہے جن کے نیچے خط کھینچ دیا ہے جو صورۃً بہت متشابہ ہیں۔ پھر مضریّۃ کی تفسیر کے اثناء میں ابوعمرو کے اس قول کا نقل کرنا کہ زہیر نے حرب مضرۃ کہا ہے، خواہ مخواہ نگاہ کو ادھر لیجاتا ہے کہ مضریۃ کی جگہ مضرۃ آگیا جس سے فی الواقع بیت موزوں نہ ہوگا۔ بلاشبہ دوسرے بیت میں مضرۃ موجود ہے۔ مگر اس کا محل وقوع اور پھر بکری کا سیاق دونوں بظاہر ادھر جاتے ہیں کہ مضریّۃ کی جگہ مضرۃ تجویز ہو رہا ہے۔ ادھر گذشتہ دونوں مصراعوں کے عجز میں مضرۃ اور مضریۃ کا پایا جانا نگاہ کو پھسلانے کے لئے بہت کافی تھا۔ میں پہلے نقل کر آیا ہوں کہ خود بکری نے حماسہ کے دو متصل قطعوں کے قائلین کے متعلق نگاہ چوکنے سے ایسی ہی بھول کی ہے۔ ایسی باتوں سے کوئی بشر خالی نہیں۔ نہ ان پر فضیلت کی ڈگری کا مدار ہے۔ رہا مضریّۃ بمعنے شدید کا ثبوت! تو میں نے وہیں بشار کا بیت دیا تھا۔ اگر بے بصری مانع نہ ہوتی:۔

اذا ما غضبنا غضبۃ مضریۃ

رہی یہ الٹی منطق کہ کیا مضر کی طرح قضاعہ کی طرف بھی شدت منسوب ہوتی ہے؟ تو شاید آپ کو ہنوز یہ معلوم نہیں کہ مضر تعداد و شدت باس میں اپنے (فرضی) برادر قضاعہ سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے

ورنہ تحقیق تو یہ ہے کہ قضاعہ اسرے سے عدنانی قبیلہ ہی نہیں اس لئے مضر کا بھائی نہیں دیکھو میری ابوالعلاء و ما الیہ ۲۶:-

قطعت بہ اسبابہ لما دمی بالطرف بین الفیل والفیال

(۵۳) ابوعمرو ابن العلاء میں ابن کا الف مابین العلمین بھی لکھتے ہیں جو ان کا جدید اجتہاد ہے پہلے ناک تو سنک لیں! کہ خواجہ کا صحیح (خواہ وہ) ہے پھر ذرا منہ ادھر کرکے دیکھئے! پہلے مجتہد تو آپ ہی تھے، اور لطف یہ کہ دیوان النعمان کے مقدمۃ الناشر (صحیح بقول کرینکو المنتحل) کے پہلے ص (الف) ہی میں ہے خوب! اول الدن ر دی (مالک الاغر ابن ثعلبۃ) و ثعلبۃ العنقاء ابن عمرو من لقیاء ابن عامر) و (حارثۃ الغطریف ابن امرئ القیس البطریق ابن ثعلبۃ البہلول) اگر کہیں کہ یہ جملہ القاب ہیں، اعلام نہیں! تو پھر ابوعمرو ابن العلاء میں ابوعمرو بھی تو کنیہ تھا نہ کہ علم! حالانکہ علما رخط نے تو کنیہ ولقب وعلم صریح سب کو ایک ہی حکم دیا ہے، دیکھئے ھمع الھوامع ولا فرق فی العلمین بین ان یکونا اسمین او کنیتاین او لقبین او مختلفین نحو ھذا ابطۃ بن قفۃ) اس کا حقیقی تدارک تو اسی وقت ہوگا جبکہ منضدین (کمپوزیٹران) اور کم از کم کاتبین علم خط سے آشنا ہوں گے ورنہ مؤلفین ومصححین کے سامنے تو اس سے کہیں اہم اغلاط ہوتے ہیں۔ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔

ھبلتک امک ھبل من لم تر الفلا ما انت تغلط مرۃ بصواب

(۵۴) امالی ۲ + ۲۹۸ فرقتان لعل مدرکۃ کا صحیح لعل طابخۃ ہے۔

ہوا کرے! میں نے امالی پر کام نہیں کیا، میرے مباحث وملاحظات تو محض ان ہی باتوں سے متعلق ہیں جو لآلی میں مذکور ہوئی ہیں وبس! آپ تو ساری عمر میں طبعۃ الامالی کی ۲ غلطیاں معلوم کرکے بانسوں اچھلتے ہیں۔ مگر ذرا آنکھ کھول کر دیکھ لیں، عاجز نے تو اس کی سینکڑوں غلطیوں کی بڑی تقطیع کے ۲۸ صفحوں پر خاموش تصحیح کردی ہے کہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا

جزانی جزاہ اللہ شر جزائہ جزاء سنمار وما کان ذا ذنب

(۵۵) پھر اسی امالی ۲ + ۲۹۸ میں ڈبکی لگا کر نکلتے ہیں کہ المامور صحیح نہیں اور لاتے ہیں کہ اس پر ہیمن کی نگاہ کام نہ کرسکی وہ تو تضبیح ورطب اشیار کا تتبع کرتے ہیں۔ خود بھی تھکتے ہیں اور اوروں کو بھی

 حاشیہ صفحہ پر ملاحظہ کیجئے

تھکاتے ہیں بیلجلہ مصغقة البیت

کوئی اس گم کردہ راہ کو سنا دو کہ میمن نے لالی شائع کی ہے نہ کہ امالی، اگر وہ امالی پر کام کرتا تو اسی دو نہیں دو صد سے زائد خامیاں نکالتا۔ پھر مجھے امالی کے محشی سے کیا سروکار؟ جو اس کی غلطی بھی میرے ہی سر منڈھی جائے۔ رہا عثجل بن المأموم تو آپ کو ہنوز یہ معلوم نہیں کہ وہ نقائض ابی عبیدہ میں بسلسلہ جنگ وقیطاص ۳۰۰، ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۴۲۵ و ۸۶۵ مذکور ہوا ہے ابن درید وغیرہ سب اسی کے ناقل ہیں اور متاخر

آخر میں معترض کا خاتمہ ایک لطیفہ پر ہوتا ہے کہ "میمن نے خواہ مخواہ اس کتاب کو آٹھ سال کے لئے اپنا مہمان بنا لیا تھا، جو بمنزلہ شیطان جم گیا تھا۔ اس سے ان کی شان میزبانی ظاہر ہوتی ہے، ہم سب احباب (؟؟؟) نے اس سے لطف لیا۔

یہ بڑکوئی لطیفہ ہے یا کیا؟ یہ تو باقی گذشتہ لطائف کی طرح ناظرین کو معلوم ہوگا۔ مجھے تو یہ معلوم ہے کہ آپ خود سراپا لطیفہ اور اعجوبۂ روزگار ضرور ہیں۔

وماذا بمصر من المضحکات ولکنہ ضحک کالبکا

رہا خواہ مخواہ "یا خواہ خواہ" تو اس کا فیصلہ ابناء علم اور اہل زبان اپنے جرائد و مجلات میں کبھی کا کر چکے ہیں، خود آپ کا معارف بھی جولائی ۳۰ء میں لکھ چکا ہے، مگر نہ آپ کے کانوں تک علم و اہل علم کی کسی صدا کی رسائی ہے، نہ وہ ملغوبہ جو ان کی تہ میں جم گیا ہے، آپ کو کچھ سننے دیتا، ایسا مرض مزمن تو جان کا لاگو ہی ہو جاتا ہے۔ پھر لآلی کو شیطان کہنا اور اس کے مؤلف کو اس طرح سراہنا ذکی وسیع العلم سلیم الطبع نقاد محقق، آپ کے زندۂ جاوید کارنامے ہیں۔

غمیت وورداں ذالک من الغلط

رہے آپ کے احباب! تو شاید باخبر ناظرین کو یہ بات باور نہ آئے، کہ دنیائے ہند میں کچھ ایسے حیوانات ناطقہ بھی پائے جاتے ہوں جن پر آپ کے احباب "کا لفظ صحیح یا غلط چپک سکے۔

اولئک کالکد ارحین تابعہ علی الغوایۃ اقوام فقد بادوا

آپ کا اور ان مفروض احباب کا بھائی کے ذکر سے مزے لینا تو علی گڑھ اور دہلی والوں کو خوب خوب

حاشیہ ص۶۶ (۱) یہ محاورہ اردو پر بار نہیں بلکہ عربی میں بھی اٹکل بے جوڑ ہے

معلوم ہے کہ اکبر ھمۂ لبطنہٖ یہ ہے حقیقی لطیفہ

وضیف عمرو عمرو لیبھران معًا ‏ ‏ ‏ ‏ عمرو لبطنتہ والضیف للجوع

لیجیے ایک اور لطیفہ! میری ابوالعلاء کی بابت آپ کی رائے تو یہ ہے کہ وہ اول سے آخر تک مبالغہ آمیز مدح وستائش ہے۔ مگر ذرا اپنے لطیفے کے نیچے پڑھوا لیجیے۔ کہ "یہ کتاب ابوالعلاء کے حالات وسوانح پر بہترین تبصرہ ہے"، گویا دنیا پوری ایک طرف ہوتی ہے۔ اور آپ یکہ وتنہا سورما بن کر دوسری طرف!

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

معترض صاحب جن کو دنیا بھر کی قرآن دانی کے جائزہ لینے کا عارضہ ہے مگر شاید ضعف بصارت کے باعث انہیں اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا جبرہ ۳ + ۴۹۵ پر لکھتے ہیں "دفی التنزیل ومن ورائھم عذاب غلیظ ای من امامھم" حالانکہ موجودہ قرآن میں تو سورۂ ابراہیم کی اکیسویں آیت میں "ومن ورائہ" ہے اگر آپ کے سلسلہ تجارت مخطوطات کوئی خاص نسخہ ملا ہو تو وہ پیش کیا جائے اس پر طرہ یہ کہ آپ کو حافظ قرآن ہونیکا بھی دعویٰ ہے اگر ناظرہ خوان ہی رہتے تو شاید کوئی معذور سمجھتا بمقتضائے فرمان نبوی صلعم ارشدوا أخاکم فانہ ضل یہ صحیح ہے لادرایت ولاتلیت۔

وتم تسویدہ فی اقل من ۱۲ یومًا آخرھا ۶ جمادی ۲ سنۃ ۱۳۵۷ ۱ غسطس ۳۸ م